السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جب آدمی رکوع سے اٹھے تو ہاتھ کہاں رکھے ؟ (صبغت اللہ محمدی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد نمازی ہاتھ باندھے یا کھلے رکھے، اس کے بارے میں علماء کے دو موقف ہیں :

1) ہاتھ باندھے

یہ موقف استاذ محترم شیخ ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھیؒ اور بعض دیگر علماء کا ہے ۔ استاذ محترم نے اس سلسلے میں متعدد رسائل لکھے ہیں ۔ مثلاً

"زیادۃ الخشوع بوضع الیدین فی القیام بعد الرکوع" وغیرہ

انھوں نے حالت قیام میں ہاتھ باندھنے والی احادیث کے عموم سے استدلال کیا ہے ۔

تنبیہ : سنن ابی داوَد (632) کی روایت میں "السدل" (کپڑا لٹکانے) سے منع آیا ہے لیکن یہ روایت نہ حسن ہے اور نہ صحیح بلکہ ضعیف ہے ۔ میرے علم کے مطابق یہ حدیث، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس کی تین سندیں ہیں :

۔ عسل بن سفیان جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ۔ (مجمع ترمذی، ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی کراھیۃ السدل فی الصلوۃ ح 1378

اوراسے امام بخاری، ابن معین اوراحمد بن حنبلؒ نے مجروح قراردیا ہے ۔ ابن حبان کے سواکسی نے توثیق نہیں کی جبکہ ابن حبان نے خوداسے کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین میں بھی ذکر کیا ہے ۔ ج 3ص 195)

لہذا حافظ ابن حبان کے دونوں قول متناقض ہوکر ساقط ہوگئے ۔

(دیکھئے میزان الاعتدال (ج 2 ص 552 ترجمہ عبدالرحمن بن ثابت بن الصامت

۔ الحسن بن ذکوان عن سلیمان الاحول عن عطاء عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (سنن ابی داوَد، الصلوۃ' باب السدل فی الصلوۃ ح 2643

(امام ابوداوَدؒ نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کردیا ہے ۔ (ایضا

الحسن بن ذکوان مدلس ہیں اوراگر سماع کی تصریح کریں توحسن درجہ کے راوی ہیں ۔

(صحیح بخاری میں ان کی صرف ایک حدیث ہے ۔ دیکھئے کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار(6566

(صحیح بخاری والی روایت میں الحسن بن ذکوان نے "حدثنا" کہہ کر سماع کی تصریح کررکھی ہے اوراس کے بہت سے شواہد بھی ہیں ۔ (دیکھئے ہدی الساری للحافظ ابن حجر ص 398

(عمران بن مسلم القصیر نے ان کی متابعت تامہ کررکھی ہے ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج 18 ص 136 ح 284 باختلاف یسیر

یعنی یہ حدیث الحسن بن ذکوان کے علاوہ عمران (صدوق حسن الحدیث) نے بھی بیان کی ہے ۔

تہذیب التہذیب (ج 2 ص 241) وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمر بن خالد الوسطی : کذاب سے تدلیس کرتے تھے ۔ کذاب سا سے تدلیس کرنے والے کی منعنن روایت سخت ضعیف و مردود ہوتی ہے بلکہ موضوع ہونے کا شبہ بھی رہتا ہے لہذا یہ سند سخت ضعیف ہے ۔

3 ۔ احمد (بن یحیی بن الربیع بن سلیمان البغدادي) قال : حدثنا محمد بن عبد اللہ بن بزیع قال : حدثنا عبدالرحمن بن عثمان ابو بحر البکراوي قال : حدثنا سعید بن ابی عروبۃ عن عامر الاحول عن عطاء عن ابی ہریرۃ ۔ ۔ ۔ الخ (المعجم الاوسط للطبرانی ج 2 ص 164 ح 1302 وتحفۃ الاحوذی ج 1 ص 296 مختصراً)

احمد بن یحیی کا ذکر تاریخ بغداد (ج 5 ص 203) میں ہے ۔ لیکن اس کی توثیق مذکور نہیں لہذا یہ شخص مجہول الحال ہے، ابو بحر البکراوی راوی ضعیف ہے ۔ (دیکھئے التقریب : 3943)

اسے جمہور محدثین نے (حافظے کی وجہ سے) ضعیف قرار دیا ہے ۔ سعید بن ابی عروبہ مدلس ہیں 'انھیں حافظ ذہبی نے مدلس کہا ہے ۔

(دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص 39 اور سیر اعلام النبلاء للذہبی ج 2 ص 415)

اس سند میں سعید کے اختلاط والی علت بھی ہے لہذا یہ سند ان چار خامیوں کی وجہ سے ضعیف ہے ۔

4 ۔ الحسین بن اسحاق التستری : ثنا ابو الربیع الزہرانی ثنا حفص بن ابی داوٗد عن الہیثم بن حبیب عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ الخ (المعجم الکبیر للطبرانی ج 22 ص 111 ح 4283)

المعجم الاوسط للطبرانی (ج 7 ص 95، 96 ح 6160) اور المعجم الصغیر (ج 2 ص 38) میں یہ روایت حفص بن ابی داوٗد : ثنا الہیثم بن حبیب الصیرفی عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ کی سند سے مروی ہے ۔

حفص بن ابی داود الاسدی الکوفی القاری : متروک الحدیث مع امامتہ فی القراۃ" ہے ۔ (تقریب التہذیب : 1405)

ابو مالک النخعی عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ کی سند سے بھی مروی ہے ۔ (الکبیر للطبرانی ج 22 ص 133 ح 353 کشف الاستار فی زوائد البزار ج 1 ص 286 ح 595)

ابو مالک تک دونوں سندیں ضعیف ہیں اور ابو مالک النخعی متروک ہے ۔ (دیکھئے تقریب التہذیب : 8337)

بزار نے اسے خطا قرار دیتے ہوئے علی بن الاقمر عن ام عطیہ کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن یہ روایت مجھے نہیں ملی، واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنی تمام اسانید کے ساتھ ضعیف ہے لہذا بعض لوگوں کا اس سے استدلال کرکے رکوع کے بعد ارسال یدین سے منع کرنا صحیح نہیں ہے ۔ اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہاں سدل سے مراد گردن سے دو کندھوں کے درمیان 'یہودیوں کی طرح کپڑا لٹکانا ہے جیسا کہ محدثین کرام نے بیان کیا ہے اور محدثین کرام ہی اپنی روایات کو سب سے بہتر جانتے ہیں

فائدہ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز میں سدل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا : گویا یہ یہودی ہیں جو اپنے تہوار سے آئے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ 2/295 ح 2480 وسندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز میں سدل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا : گویہ یہودی ہیں جو اپنے تہوار سے آئے ہیں ۔ (ابن ابی شیبہ 2/295 ح 2483 وسندہ صحیح)

ابراہیم نخعیؒ (بھی) نماز میں (یہودیوں کے سدل کی طرح) کپڑا لٹکانے کو مکروہ سمجھتے تھے ۔ (ابن ابی شیبہ 2/295 ح 2488 وسندہ صحیح)

2 ۔ ہاتھ کھلے رکھے

یہ دوسرا موقف استاذ محترم ابو القاسم محب اللہ الراشدیؒ اور جمہور علماء کا ہے ۔

اس پر وہ بعض عمومی دلائل اور عمل محدثین سے استدلال کرتے ہیں ۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح نماز میں ارسال ثابت ہے ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 2/295 ح 3950 وسندہ صحیح)

دونوں طرف استدلال عمومات میں سے ہے لہذا غیر صریح ہونے کی وجہ سے یہ مسئلہ اجتہادی ہے لہذا جو شخص حسب تحقیق جس صورت میں عمل کرے گا وہ عنداللہ ماجور ہوگا، (ان شاء اللہ)

امام اہل سنت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں : "ارجوان لا یضیق ذلک ان شاء اللہ" میرے خیال میں اس (یعنی ہاتھ باندھنا یا چھوڑنا دونوں) میں کوئی تنگی نہیں ہے، ان شاء اللہ ۔ یعنی دونوں طرح جائز ہے ۔

(مسائل بن صالح احمد بن حنبل ۔ قلمی صفحہ 90 و مطبوع ج 2 ص 205 فقرہ نمبر 776)

میری تحقیق میں راجح یہی ہے کہ دونوں طرح عمل کرنا جائز ہے ۔ اس مسئلہ میں تشدد نہیں کرنا چاہیے اور نہ جوابی رسائل کا سلسلہ شروع کیا جائے ۔ ہذا عندي واللہ اعلم بالصواب (شہادت فروری 2000ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ